سیرت فاطمہ زہراؑ
بیسویں صدی کے مفکروں کی نظر میں

ڈاکٹر سید کلیم اصغر

تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ ظہور اسلام سے قبل بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا تھا اس کے وجود کو ذلّت اور رسوائی کا سبب اور نحوست کی علامت مانا جاتا تھا۔ لہٰذا دور جاہلیت میں بیٹی کو زندہ در گور کرنے کی روایت عام ہوچکی تھی۔ انسان باوجود اس کے کہ اس کو اشرف المخلوقات جیسے شرف سے نوازا گیا وہ شرافت کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ کر ضلالت کی ان حدوں کو عبور کر چکا تھا جہاں حیوانیت بھی اس سے شرمسار نظر آنے لگی تھی بلکہ حیوان کی حفاظت کے لئے تو معقول انتظامات کئے جاتے تھے۔ معاشرہ میں جن لوگوں کے پاس جتنی زیادہ عورتیں اور جانور ہوتے تھے ان کو سماجی اعتبار سے اتنا ہی محترم، عزت دار اور قوی خیال کیا جاتا تھا۔ صرف بیٹوں کو خاندان کی عزت کا محافظ اور ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ظہور اسلام کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے جو کہ تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے اور اخلاق کے عظیم درجہ پر فائز تھے۔ انہوں نے اپنی تمام شفقت حق پرستی اور خلق عظیم کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر ایک کو اس کا جائز حق دلانے کی کوشش کی اور اس کی قدر و منزلت سے روشناس کرایا خاص طور سے آپ نے اپنی بیٹی جناب فاطمہ زہرا (س) کی تعظیم کے ذریعہ دنیا کو یہ پیغام پہنچایا کہ بیٹی باعث رحمت ہے نہ کہ باعث زحمت، بیٹی دل کا سرور ہوتی ہے اور آنکھوں کا نور، گھر کی رونق اور باپ کے جنازے کی زینت، یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ اپنی بیٹی سے کس قدر محبت کیا کرتے تھے رسول اکرمؐ نے حضرت فاطمہؑ زہرا کو عورتوں کے لئے صرف ایک مثال ہی نہیں بنایا بلکہ جنت کی عورتوں کا سردار بھی قرار دیا۔ بیٹی کے ساتھ ساتھ کنیزوں سے بھی حسن سلوک کی ایسی مثال قائم کی جو دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آتی پیغمبر اسلامؐ کی بیٹی فاطمہؑ سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کا معمول تھا ہر روز درِ سیدہ پر آ کر سلام کیا کرتے تھے اور آپ جب کہیں جاتے سب سے آخر میں درِ سیدہ پر آتے اور جب واپس

آتے تو سب سے پہلے آپ ہی کے گھر تشریف لاتے۔ یہاں تک پیغمبر اسلامؐ فاطمہؑ کو زیادہ دیر تک خود سے جدا کرنا گوارا نہیں کرتے تھے یہ سب کچھ اس لئے نہیں تھا کہ فاطمہؑ آپ کی اکلوتی بیٹی تھیں بلکہ فاطمہ زہراؑ کے اندر وہ تمام صفات و کمالات موجود تھے کہ جس کی بناپر پیغمبر اسلام ﷺ جیسا عظیم انسان آپ کی تعریف وتوصیف، عزت واحترام کرنے پر مفتخر تھا۔ خاتون جناں کے احترام کو خدائی تائید بھی حاصل تھی کیونکہ پیغمبرؐ خود جن کے سلسلے میں ارشاد اقدس الٰہی ہے کہ ہمارا رسولؐ تو اس وقت تک کلام ہی نہیں کرتا جب تک اس پر وحی نازل نہ ہو جائے۔ اب وہ رسولؐ وہ پیغمبرؐ جو بولنے میں وحی الٰہی کا منتظر رہتا تھا تو جو بھی بولے گا وہ وحی الٰہی کے مطابق ہوگا۔ اب اگر رسول اسلامؐ یہ فرمائیں کہ فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہیں تو یہ رسولؐ اسلام نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ خدا کہلوارہا ہے۔ اب اگر رسولؐ درِ سیدہ پر سلام کرنے جارہے ہیں تو اپنی مرضی سے نہیں بلکہ خدا کی مرضی سے اور جب یہ تمام کام مرضی پروردگار کے مطابق ہیں تو کسی کو اعتراض کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ جس طرح سے رسول اسلام کا قصیدہ عرش تک پڑھا جارہا ہے اسی طرح سے فاطمہ زہراؑ کا بھی قصیدہ عرش سے فرش تک پڑھا جارہا ہے۔ جب ہم جزو کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں تو کل کی تعریف ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ فارسی کا مشہور شاعر عرفی شیرازی جس کا تعلق سرزمین سعدی وحافظ سے ہے عہد صفوی میں ایران سے مہاجرت کرکے ہند آیا جس نے صرف ۳۶ سال کی مختصر عمر پائی جب وہ مدح رسول اکرمؐ میں اپنی زبان کھولتا ہے تو اس دریائے بیکراں میں گم ہو کر رہ جاتا ہے اور لکھتا ہے:

عرفی مشتاب این ره نعمت است نه صحرا ست
آهسته که ره بردم تیغ است قدم را
هشدار که نتوان بیک آهنگ سرودن
نعت شهه کونین و مدیح کی و جم را
گیرم که خسرو حضر کند مایه نعتش
آن حوصله آخر زکجا نطق و رقم را [1]

عرفی کہنا چاہتا ہے کہ تم جلدی نہ کرو یہ کوئی صحرا نہیں ہے کہ دوڑ پڑے

یہاں آہستہ آہستہ چلو، یہ وہ راستہ ہے جہاں تلوار کی دھار پر چلنے سے کم نہیں ہے۔ آگاہ ہو جاؤ دنیاوی بادشاہوں کی تعریف وتوصیف اور بات ہے۔ ایرانی بادشاہوں کی مدح کرنا دیگر اور شہ کونین کی مدح میں نعت لکھنا اور بات ہے۔ دونوں ایک ساتھ اور ایک ہی لہجہ میں ممکن نہیں ہیں۔ میں نے مانا کہ نعتیہ مضامین کا تعلق خرد سے ہے۔ لیکن میری گویائی اور تحریر میں وہ توانائی وحوصلہ کہاں کہ نعت شہ کونین لکھ سکوں۔

عرفی جیسا عظیم شاعر جو کہ یگانہ روزگار ہے کسی کی بھی تعریف کرتے ہوئے نہیں جھجکتا لیکن جب پیغمبر اسلامؐ کی نعت پر آتا ہے تو خود کو بے بس پاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے اندر وہ توانائی وہ حوصلہ وہ قوت وہ الفاظ نہیں جن سے میں شہ کونین کی تعریف کرسکوں۔ تو جب رسول اکرمؐ کی تعریف ممکن نہیں تو فاطمہؑ زہرا کی بھی تعریف ممکن نہیں کیونکہ فاطمہ زہراؑ اسی کل کا جزو ہیں جس طرح ہمارے نبی مردوں کے لئے نمونۂ عمل ہیں اس طرح حضرت فاطمہؑ عورتوں کے لئے نمونۂ عمل قرار دی گئیں۔

بیسویں صدی کے مفکر اعظم، شاعر مشرق علامہ اقبال، فاطمہ زہراؑ کی عظمت بیان کرتے ہیں تو اپنی نظم " در معنی این کہ سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ اسوہ کاملہ ایست برائے نساء اسلام " کو اس طرح بیان کرتے ہیں اور مریم جیسی باعظمت اور خدا کی چنیدہ عورتوں میں ایک باعظمت عورت سے بی بی فاطمہؑ کا موازنہ اس طرح کرتے ہیں:

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

حضرت مریم صرف حضرت عیسیٰ سے ایک نسبت کی بناء پر قابل قدر و منزلت ہیں اور حضرت زہراؑ تین نسبتوں کی بنا پر باعظمت خاتون ہیں۔

اسی نظم کو آگے بڑھاتے ہوئے علامہ کہتے ہیں:

نورچشم رحمۃ للعالمین — آن امام اولین وآخرین
آن که جان در پیکرگیتی دمید — روز گار تازه آئین آفرید
بانوی آن تاجدار هل اتیٰ — مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
بادشاه وکلبۀ ایوان او — یک حسام ویک زره سامان او
مادر آن مرکز پر کار عشق — مادر آن کاروان سالار عشق
آن یکی شمع شبستان حرم — حافظ جمیعت خیر الامم
تانشیند آتش بکاروکین — پشت پازد برسرتاج ونگین
وآن دگر مولای ابرار جهان — قوت بازوی احرار جهان
در نوای زندگی سوز از حسین(ع) — اهل حق حریت آموزازحسین(ع)
سیرت فرزندها از امهات — جوهر صدق وصفا از امهات
مزرع تسلیم را حاصل بتول(ص) — مادران را اُسوه کامل بتول(ص)
بهرمحتاج دلش آن گونه سوخت — بایهودی چادرخودرا فروخت
نوری وهم آتشی فرمانبرش — گم رضا یش در رضای شوهرش
آن ادب پروردۀ صبرو رضا — آسیا گردان ولب قرآن سرا
گریه ها او زهر بالین بی نیاز — گوهر افشاندی بدامان نماز
اشک اوبر چید جبریل از زمین — هم چوشبنم ریخت برعرش برین
رشته آئین حق زنجیرپاست — پاس فرمان جناب مصطفی است
ورنه گرد تر بتش گردید می — سجده ها بر خاک اوپاشیدمی ۲

ترجمہ: فاطمہ زہراؑ رحمۃللعالمین کی بیٹی اور آنکھوں کا نور ہیں جو امام اولین وآخرین ہیں جس نے پیکر گیتی میں جان ڈالی اور دنیا میں ایک عام قانون وضع کیا۔ فاطمہؑ تو تاجدار ہل اتی، مرتضی مشکل کشا، شیر خدا کی زوجہ ہیں جو بادشاہ ہونے کے باوجود بھی فقیری کی زندگی گزارتے تھے۔ ان کے پاس موجود سامان میں سوائے زرہ اور تلوار کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ ان اماموں کی ماں ہیں کہ جو عشق کے پرکار (دایرے) کا

محور ہیں گویا کہ مرکز کائنات ہیں ۔ آپ کے بیٹے کاروان عشق کے سالار اعظم ہیں جن میں سے ایک شبستان حرم کی شمع ہیں اور امت رسول اکرمؐ کے محافظ ہیں اور آپ نے جنگ اور برائی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے تخت وتاج کو ٹھوکر ماردی اور دوسرے بیٹے کائنات کے سردار اور مولا ہیں اس کے ساتھ ساتھ جو آزادگان عالم ہیں ان کے لئے ایک بڑا سہارا ہیں زندگی کے ساز میں حسینؑ ہی کی وجہ سے سوز ہے اور اہل حق نے آپ ہی سے جینے کا سلیقہ سیکھا ہے۔ بچوں کی سیرت یعنی زندگی ماں ہی کی وجہ سے ہے۔ اور صدق وصفا کا جوجوہر ہے وہ بچوں میں ماں ہی کے ذریعہ آتا ہے۔ یعنی ماں ہی بچوں کی پرورش میں کلیدی کردار نبھاتی ہے۔ اقبالؔ اس نظم کے ذریعہ دنیا کی ماؤں کو متوجہ کررہے ہیں کہ دیکھو اگر بچوں کی صحیح تربیت کرنا ہے تو فاطمہ زہراؑ سے سبق حاصل کرو اور ان کو اپنے لئے نمونہ عمل بنالو۔ نظم میں آگے علّامہ فرماتے ہیں کہ وہ ایسی سخی ہیں کہ خود فاقوں پر فاقے کرتی ہیں لیکن کسی یتیم یا محتاج کو اپنے در سے بھوکا بھیجنا گوارا نہیں کرتیں اور بھوکوں کی خاطر اپنی چادر یہودی کے پاس گروی رکھ دیتی ہیں جس کے زیر حکم جنات اور فرشتے ہیں اس کی رضا خود شوہر کی رضا میں مضمر ہے۔ جو مولا علیؑ کی مرضی وہی مرضی فاطمہ زہراؑ کی بھی۔ آپ کی پرورش صبر ورضا کے سایہ میں ہوئی اسی لئے آپ چکی چلاتی تھیں تو لبوں پر تلاوت کلام الٰہی جاری رہتی تھی اور جب آپ نماز کے لئے جائے نماز پر آتیں اور گریہ فرماتیں تو ان کی آنکھ سے ٹپکے ہوئے موتی نما آنسو جبرئیل زمین سے چن کر آسمان کی طرف لے جاتے اور شبنم کے قطروں کی طرح آسمان پر بکھیر دیتے۔

آخر کے دو شعر میں اقبال کہتے ہیں:

اگر خدا اور رسولؐ کی جانب سے اجازت ہوتی تو میں آپ کی قبر کا طواف کرتے ہوئے اس پر سجدہ ریز ہو جاتا۔ لیکن سجدہ اللہ کے سوا غیر اللہ کو جائز نہیں۔

اس کے علاوہ اس مفکر اعظم نے ایک دوسری نظم میں بھی نہایت خوبصورت اور دلکش انداز میں فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کی زندگی کے نمونے پیش کئے ہیں جو واقعاً اقبال ہی کی بلندی فکر کا کارنامہ ہے۔ اقبال کو پیغمبر خودی وغیرہ القاب سے اسی لئے نوازا جاتا ہے کہ ان کے کلام میں جابجا اس طرح کے شعر پائے جاتے ہیں کہ جس سے آپ نے کبھی امت کو پیغام دیا ہے تو کبھی قوم کے جوانوں کو خطاب کیا تو

کبھی خواتین عالم سے مخاطب ہیں۔" رموز بے خودی" میں ایک نظم کے ذریعہ خواتین کو فاطمہ زہراؑ کی سیرت پر چلنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فطرت تو جذبه ها دارد بلند چشم هوش از اسوه زهرا مبند

تا حسینی شاخ تو بار آورد موسم پیشین بگلزار آورد ۳

ترجمہ: فاطمہ زہراؑ کی سیرت پر گامزن ہو جاؤ کیونکہ تمہاری فطرت میں جذبوں کی بلندی پائی جاتی ہے۔اور جب ان کے راستے پر چلنے کا عہد کر لیا تو پھر کوئی حسینؑ جیسا تمہاری آغوش میں آئے گا اور پھر محمد مصطفیٰ کے زمانے میں زندگی گزارنے کا احساس ہونے لگے گا۔

اقبال چاہتے ہیں کہ اگر خواتین صحیح طرح سے سیرت فاطمہؑ زہرا پر گامزن ہونے لگیں تو خود بخود ان کے بچے مثالی فرزند بن سکتے ہیں۔

بیسویں صدی کے آغاز میں یہ آواز علامہ اقبال کی تھی جو کہ ۱۹۳۸ء میں خاموش ہو گئی اور پس پشت ایک آفاقی پیغام کی گونج چھوڑ گئی۔اسی صدی کے نصف آخر میں ایک اور مفکر شاعر، ادیب، فقیہ جن کو دنیا قائد انقلاب اسلامی ایران کے نام سے جانتی ہے فاطمہ زہراؑ اور ان کے نام سے اس درجہ محبت رکھتے ہیں کہ اپنی بیٹی کا نام ہی فاطمہ زہراؑ کے نام پر فاطمہ رکھا اور بہو کا نام بھی فاطمہ تھا کہ جس کو پیار میں فاطی کہہ کر پکارا اور سیرت زہراؑ کو عام کرنے کے لئے اپنی بہو فاطی کے ذریعہ سے جو پیغامات خواتین عالم تک پہونچائے اس کے لئے دلوں پر اثر کرنے والی مختصر صنف رباعی سخن کا انتخاب کیا۔آپ کے دیوان میں قطعات، قصائد، ترجیع بند اور نظم کے علاوہ ۱۱۷/رباعیات پائی جاتی ہیں جن میں سے تیرہ میں اپنی بہو سے مخاطب ہو کر دنیا کی عورتوں کو مختلف پیغامات پہونچانے کی کوشش کی ہے۔ یہ مجاہد اپنی بہو کو بیٹی کی طرح جان سے زیادہ عزیز رکھنے کے علاوہ اس پر مکمل بھروسہ بھی کرتا تھا۔اس لئے بیٹی سے متعلق ان رباعیوں کی ابتدا لفظ فاطی سے کی گئی ہے۔ یہ التزام اس لئے بھی کیا گیا کہ قاری کا ذہن پہلے مصرع کو پڑھ کر فاطمہ بنت طباطبائی کی سیرت کی جانب متوجہ ہو جائے جس میں بی بی فاطمہ زہراؑ کی سیرت کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ امام خمینیؒ نے ان رباعیوں کے ذریعہ یہ پیغام پہونچانا چاہا کہ دیکھو بہو ہو یا بیٹی، وہ عزیز ہوتی ہیں۔ان کا احترام ضروری ہے۔ان کو حقیر سمجھنا درست نہیں وہ عزیز ترین مخلوق ہے۔ فارسی ادب کی ایک مشہور

شاعرہ پروین اعتصامی نے تو یہاں تک کہہ دیا:

درآن سرائ که زن نیست انس وشفقت نیست — در آن وجود که دل مرد ، مرده است روان
به یچ مبحث و دیباچه ای قضا ننوشت — برای مرد کمال وبرای زن نقصان
زن از نخست بود رکن خانه هستی — که ساخت خانه بی پای وبست بی بنیان
زنی که گوهر تعلیم وتربیت نخرید — فروخت گوهر عمر عزیز را ارزان
برای گردن ودست زن نکوپروین — سزاست گوهر دانش نه گوهر الوان ۴

آیت اللہ خمینیؒ کے دیوان میں ایک قصیدہ بہ عنوان " درمدح نورین نیرین حضرت فاطمہ زہرا وحضرت فاطمہ معصومہ (سلام اللہ علیہا)" پایا جاتا ہے جو ۴۴ اشعار پر مشتمل ہے جس کی ابتدا اس شعر:

ای ازلیت به تربیت تو مخمر — وی ابدیت به طلعت تو مقرر ۵

سے ہوتی ہے۔ اس قصیدہ میں آیات قرآن، احادیث رسولؐ واقوال معصومینؑ کی تلمیحات کا سہارا لیا گیا ہے جو کہ حضرت فاطمہ زہراؑ اور حضرت فاطمہ معصومہؑ کے سلسلے میں ہیں۔ قصیدہ کے علاوہ آپ کے دیوان میں ایک نظم بعنوان "دخترم" ہے جس کے ذریعہ باپ اور بیٹی کی بے پناہ محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دیکھئے یہ ہے تربیت اسلامی یہ وہ تربیت ہے کہ جو در رسولؐ اور در فاطمہ زہراؑ سے حاصل ہوتی ہے۔ فاطمہ بنت طباطبائی ایک روز امام کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ مجھے فاطمہ زہراؑ کے فضائل سے روشناس کرایئے تو فوراً آپ نے یہ نظم لیکر فاطمہ کے حوالے کردی:

فاطی فاطمه خواهد سخنی — بین چه می خواهد از مثل منی
آن که جبرئیل پیام آور اوست — عارف منزلتش داور اوست
کیست در جمع رسل جز احمد — کاتب وحی وی از سوی اَحد؟
دختر م! دست بدار از دل من — عشق من جوی درآب وگل من،۶

آیت اللہ خمینیؒ کی اس مختصر نظم سے یہ سبق ملتا ہے کہ جن بچوں کی تربیت اسلامی نقطۂ نظر سے ہو گی تو وہ کبھی بھی والدین سے مادی سوالات نہیں کریں گے بلکہ روحانی اور اسلامی سوالات ہی دریافت کریں گے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ بچوں کی تربیت میں سب سے اہم کردار ماں باپ کا ہوتا ہے۔ لہٰذا یہی

دعا کریں کہ خداوند عالم، صدقہ میں محمدؐ وآل محمدؐ کے ہم کو سیرت محمدؐ اور ان کی دختر عزیز فاطمہ زہرا (س) کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حوالے:

۱۔ قصائد عرفی، مطبع نول کشور لکھنؤ، ص ۵۰
۲۔ کلیات اشعار فارسی، اقبال لاہوری، انتشارات کتابخانہ سینائی، ص ۲۶۶، ۱۳۸۳
۳۔ کلیات اشعار فارسی، اقبال لاہوری، با مقدمہ احمد سروش: کتابخانہ سینائی، ص ۱۰۴
۴۔ دیوان پروین اعتصامی، چاپ پنجم، انتشارات فخر رازی، ص ۳۱۵، ۱۳۸۳
۵۔ دیوان امام، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ، چاپ ہفتم، تہران، ص ۲۵۳، ۱۳۸۵
۶۔ ایضاً، ص ۳۱۲